ڈاکٹر گوہر نوشاہی

مثنوی سرِّ مکنون

Masnavi of Sirre-e Maknoon carries a special importance in Urdu Literature. Hafiz Mehmood Sherani has specially referred to this masnavi in his famous book "Punjab-Main-Urdu" In this article the point has been discussed & celebrated that linguistically sirre-maknoon is a reaction of Persian tradition in Urdu poetry. In this book local traditions were given more importance in preference to Urdu poetry. The theme of this book is Tasawwof. However in the light of the emerging modern trends in Punjab it can be reviewed in a different manner in the history of Urdu literature.

❖•❖•❖•❖•❖•❖•❖

سیّد احمد شاہ بٹالوی نے اپنی تصنیف ''تاریخ ہندوستان'' میں لکھا ہے کہ سمت ۱۸۶۲ یعنی ۱۸۰۵-۶ عیسوی میں مرہٹہ سردار جسونت راؤ ہولکر ساٹھ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ فوج کے ساتھ مہاراجا رنجیت سنگھ کے دارالخلافہ امرتسر میں وارد ہوا۔ مہاراجا نے اس تجربہ کار بوڑھے سردار کی اپنی حکومت میں آمد کو اپنے لیے ایک بہت بڑا شگون سمجھا۔ خود مرہٹہ سردار کی خدمت میں پہنچ کر خوش آمدید کہنے کا ارادہ کیا۔ مرہٹہ سردار کے تعاقب میں

Scanned by CamScanner

انگریزی فوج تھی اور وہ مہاراجہ کے علاقے کو اپنے لیے جائے امن تصور کرتے تھے۔ اس ملاقات میں مہاراجا نے ہولکر سے کشور کشائی اور سیاسی تدبّر کے بارے میں راہنمائی کرنے کی درخواست کی۔ سید احمد شاہ بٹالوی کی متعلقہ عبارت درج ذیل ہے:

درسمت ۱۸۶۲، مرہٹہ جسونت رائے از فرنگیاں گریختہ باجمعیت شصت ہزار سوار و یک لک پیادہ بہ پنجاب آمد و بیرون شہر انبرت سر ڈیرہ انداخت و متعاقب او یکی از امرای فرنگ جنرل لیک نام داشت ۔۔۔ و رنجیت سنگھ درانبرت سر باراجہ جسونت رائے ملاقی شدہ بسیاری از قواعد ریاست و ملک گیری ، واقعات و حکایات محاربات بافرنگی شنیدہ بغایتِ تعجب نمود ۔(۱)

مورخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ مہاراجا رنجیت سنگھ کی درخواست پر جسونت راؤ ہولکر نے اسے تین نصیحتیں کیں اور کہا کہ ان پر عمل مہاراجا کی حکومت کے دوام اور پائیداری کا سبب ہوگا۔ ان کے بقول ہولکر سے کہا:

(۱) مہاراجا رنجیت سنگھ کو چاہیے کہ انگریزوں کے برسرِ پیکار ہونے کے بجائے ان سے صلح کر کے اپنی سلطنت کی حدود متعین کر لیں۔

(۲) اپنے آپ کو مغل بادشاہوں کے برابر نہ سمجھیں۔

(۳) اپنی سرکاری اور درباری زبان فارسی قرار دیں۔

مہاراجا رنجیت سنگھ کے دل پر جسونت راؤ ہولکر کی عظمت کا نقش اس قدر بیٹھا ہوا تھا کہ وہ انہیں اپنے لیے ایک مثالی اور قابلِ تقلید شخصیت سمجھتے تھے اور اگر کوئی مہاراجا کو ہولکر سے تشبیہہ دیتا تو وہ بے حد خوش ہوتے تھے۔ ۱۸۱۲ء میں ایک موقع پر جب ثابت خان افغان نے مہاراجا کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مہاراجا سپاہ نوازی اور جوہر شناسی میں راجا جسونت راؤ ہولکر کی طرح ہیں تو مہاراجا بہت خوش ہوئے ۔ اس واقع کو خالصہ

Scanned by CamScanner

دربار کے سرکاری ریکارڈ سے کرنل کیرٹ اور جی۔ ایل۔ چوپڑا نے نقل کیا ہے۔

مہاراجا نے جسونت راؤ کی نصائح پر اس طرح عمل کیا:

(۱) انگریزوں سے دوستی اور امن کا معاہدہ کیا۔ جسے معاہدہ ستلج کہا جاتا ہے۔ اس کی رُو سے دریائے ستلج کا مغربی کنارہ مہاراجا اور انگریزوں کے درمیان سرحد قرار پایا۔ یہ معاہدہ مہاراجا کی وفات تک قائم رہا۔

(۲) مہاراجا نے لاہور کے شاہی قلعہ میں دیوان عام کے دروازے پر اس جگہ اپنے لیے نشست گاہ یعنی ڈیوڑھی بنوائی جہاں مغل حکمران شاید اپنی سواریاں باندھتے تھے۔

(۳) مہاراجا نے اپنی تمام سلطنت میں سرکاری زبان فارسی قرار دی۔ فارسی کے تقریباً تمام اساتذہ مسلمان تھے، اس طرح تعلیم اور ثقافت پر فارسی زبان اور مسلمان تہذیب کی چھاپ لگ گئی جس نے علم و ادب اور معاشرتی رویوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

انگریزوں کے ساتھ مہاراجا کا معاہدہ ستلج ۱۸۰۹ء میں طے پایا۔ اس معاہدے کی رو سے پنجاب کا وسیع و عریض علاقہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ ستلج کے مغربی کنارے پر مہاراجا رنجیت سنگھ اور مشرقی کنارے پر انگریز حکومت کے حمایت یافتہ راجوں نے اپنی حکومتیں قائم کیں۔ چنانچہ ستلج کے مغربی کنارے کی علمی، ادبی اور عوامی زبانیں فارسی کے زیر اثر اور مشرقی کنارے کی زبانیں فارسی سے دوری پر مبنی قرار پائیں۔

اردو زبان جو اس دور میں پورے برصغیر کی مشترک زبان یا لنگوا فرانکا کی حیثیت اختیار کر رہی تھی اس صورت حال سے خاص طور پر متاثر ہوئی اور ستلج کے مغربی اور مشرقی کناروں میں نمایاں فرق کے ساتھ اردو پنپنے لگی۔ مغربی کنارے کی اردو میں یہاں کی مقامی زبانوں سمیت فارسی اور عربی کے اثرات نمایاں ہوئے۔ فارسی کے سیاسی اور

Scanned by CamScanner

تہذیبی زبان ہونے کے حوالے سے اور عربی کے مسلمان اساتذہ اور معلمین کی افتادِ طبع کے باعث۔ البتہ مشرقی کنارے کی اردو پر ہندی سنسکرت اور پراکرتوں کے اثرات مغربی جانب کے ردعمل کے طور پر۔ شاید اس لیے بھی کہ مشرقی کنارے والے مہاراج رنجیت سنگھ کی حکومت کو جبر اور استحصال کی علامت سمجھتے تھے اور اس سے آزادی کو اپنے لیے خود مختاری اور استقلال کا درجہ دیتے تھے۔ فارسی زبان کی سیاست اور بالادستی کے خلاف بہمنی عہد سے خالصہ دور تک ایسی متعدد بغاوتیں اور ردعمل کی روایتیں سامنے آچکی تھیں۔ موجودہ رویہ شاید اسی کا تسلسل تھا۔ مغربی کنارے کے قدیم اردو ادب میں مثنوی مراد المحبین، نامہ مراد اور عکس نامہ وغیرہ جو مراد شاہ لاہوری کی تصانیف ہیں اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ اور مشرقی کنارے کے قدیم ادب میں دو مثنویوں کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ایک غلام قادر شاہ بٹالوی کی رمز العشق اور دوسری فقیر اللہ کی سرمکنون ہے۔ رمز العشق ۱۴ ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ مطابق ۲۶ ،اپریل ۱۷۳۹ء سے پہلے اور سرمکنون ۱۲۰۴ھ مطابق ۱۷۹۰ء میں تصنیف ہوئی۔ دونوں مثنویوں میں تقریباً نصف صدی کا فاصلہ ہے۔ دونوں مثنویاں ستلج کے مشرقی کنارے پر انگریزوں کی حمایت یافتہ حکومتوں میں تصنیف ہوئیں۔ ہم اپنی سہولت کے لیے مشرقی کنارے کے علاقے کو مشرقی پنجاب اور مہاراجا رنجیت سنگھ کے زیرِ حکومت علاقے کو مغربی پنجاب کہہ سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ رمز العشق اور سرمکنون دونوں کا تعلق مشرقی پنجاب سے ہے جہاں کی اردو ، عربی اور فارسی کے بجائے مقامی اثرات میں ڈوبی ہوئی ہے۔ رمز العشق اور سرمکنون اور اشتراک اور قربت کے کچھ اشارے میری مرتبہ کتاب ''مثنوی رمز العشق، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور'' کے مقدمہ میں موجود ہیں۔ ان دونوں مثنویوں کی بحر ایک ہے اور موضوع ملتا جلتا یعنی صوفیانہ مقامات اور باطنی رموز و حقائق ہیں جس سے حافظ محمود شیرانی کو گمان گزرا تھا کہ سرمکنون رمز العشق کی تقلید میں لکھی گئی۔ حالانکہ جہاں تک دونوں مثنویوں کی مشترک بحر کا سوال ہے۔ یہ اس دور بلکہ اس

Scanned by CamScanner

ے پہلے کے دور کے پنجاب کی اردو تصانیف کی مقبول بحر ہے۔ یہ بحر مولوی غلام محی الدین میر پوری کی مثنوی گلزار فقر کی بھی ہے اور اس سے پہلے حضرت نوشہ گنج بخش سے منسوب مثنوی گنج الاسرار کی بھی۔ جہاں تک مقامات تصوف اور روحانی تجربات کے بیانِ کا سوال ہے وہ تو بے شمار مثنویوں کا موضوع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سر مکنون کو رمز العشق کے تتبع یا تقلید میں نہیں بلکہ اس سے مشابہ مثنویوں میں شمار کیا جانا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مثنوی رمز العشق مقامی اثرات کی تحریک میں اس قدر متشدد اور سخت گیر نہیں جس قدر سر مکنون ہے۔

مثنوی سر مکنون جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ۱۲۰۴ھ یعنی ۱۷۹۰ء کی تصنیف ہے۔ اس کے اسلوب پر ہندی زبان و ادب کی فضا غالب ہے۔ قبل اس کے کہ اس کی لسانی خصوصیات پر کچھ عرض کیا جائے اس کے مصنف اور معلومہ نسخوں کا تعارف ضروری ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے فقیر اللہ کا تعارف نہ ہونے کے برابر دیا ہے۔ چند جملے جن میں متعدد تحقیقی نقائص اور اشتباہات (۳)۔ اس صورت حال میں فقیر اللہ کے سوانحی مآخذ کے لیے صرف ایک ہی ماخذ قابل توجہ رہ جاتا ہے اور وہ ہے سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی کی تصنیف شریف التواریخ جس کی جلد سوم کے حصہ پنجم میں فقیر اللہ کے بارے میں معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ اہم نکات درج ذیل ہیں:

> آپ کا آبائی وطن کلانور تھا جو ضلع گورداسپور میں ڈیرہ بابا نانک کے قریب ہے۔ آپ کی ولادت اور نشوونما وہیں ہوئی۔ آپ وہاں کے مغل زادوں سے تھے۔ تعلیم ظاہری و باطنی بحد کمال پائی، فاضل متبحر ہوئے۔ عربی، فارسی، اردو، پنجابی، ہندی اور بھاشا وغیرہ زبانوں میں خاصی مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت طریقت مرزا شاہ امانت نوشاہی برقندازی ساکن منگلاں ریاست جموں کشمیر سے

Scanned by CamScanner

تھی۔ خلافت و اجازت پائی۔

آپ کا اکلوتا بیٹا میاں محمد بخش نام تھا جو لاولد فوت ہوا۔ آپ کا مزار اطہر قصبہ مکیریاں ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب میں ہے۔ (۴)

شرافت نوشاہی صاحب نے مثنوی سرمکنون کے اہم قلمی نسخوں کی نشان دہی بھی کی ہے جو انہوں نے وقتاً فوقتاً خود ملاحظہ فرمائے تھے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) حاجی نور محمد قانون گوئے پنشنر کے پاس بمقام جمال پور متصل لدھیانہ خوش خط۔

(۲) سید محمد شریف بن سید محمد عالم برخورداری کے پاس بمقام ساہن پال شریف بخط نسخ۔

(۳) سید شریف احمد شرافت نوشاہی برخورداری کے کتب خانہ میں بمقام ساہن پال شریف۔ بخط خود

(۴) سید وزیر محمد بن سید فضل عالم ہاشمی کے پاس، بمقام رنمل متصل ساہنپال شریف ضلع گجرات۔

(۵) صاحبزادہ محمد امین بن میاں محمد فاضل سچیاری کے پاس، بمقام نوشہرہ شریف ضلع گجرات۔

(۶) حکیم پیر غلام قادر شاہ اثر برقندازی کے کتب خانے میں بمقام بستی شیخ درویش جالندھر۔

(۷) پیر نوازش علی چشتی صابری کے کتب خانہ میں، بمقام مسجد محراب والی، گڑھی شاہو، لاہور۔

(۸) ذخیرۂ مخطوطاتِ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں، مکتوبہ ۵ مانگھ سمت ۱۹۰۳ء بکرمی بخط مولوی کرم الٰہی ولد عبداللہ ساکن گوجرانوالا۔

(۹) سائیں نواب علی کے پاس، بمقام رائے پور ضلع سیالکوٹ

(۱۰) پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں، اس نسخے پر غلطی سے اس کا نام مثنوی مرزا شاہ

Scanned by CamScanner

امانت درج ہے۔

(۱۱) ایک نسخہ مطبوعہ جو طابع و ناشر نے غلطی سے میراں سید بھیکھ چشتی کی تصنیف قرار دے کر چھپوا دیا ہے۔ علاوہ ازیں بد خط بھی ہے۔

ان قلمی نسخوں میں سے شرافت صاحب نے نسخہ اول کا ترقیمہ بھی اپنی کتاب میں شامل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

قد فرغت من تحریر ھذا نسخۃ متبرکہ المسمی بہ سر مکنون من تصنیف زبدۃ الواصلین، قدوۃ العارفین خلاصۃ المتوکلین، اسوۃ العاشقین، ھادی المصلین، نائب رسولِ رب العالمین، مقبول اہل اللہ حضرت صاحب میاں فقیراللہ شاہ ادام اللہ برکاتہٗ و انفاسہٗ علی الطالبین۔ یوم الجمعۃ تحریر بتاریخ نہم شہر شعبان المعظم ۱۲۵۷ ہجری بپاسخاطر داشت میاں گامے شاہ جمال پوری تحریر یافت۔

اس ترقیمے کی عبارت کے آخری الفاظ سے سید شرافت علیہ الرحمتہ نے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سرمکنون کا یہ نسخہ مصنف کی زندگی میں کتابت کیا گیا اور یہی اہم ماخذ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فقیر اللہ شاہ ۲۵-ستمبر ۱۸۴۱ء تک زندہ تھے۔ شرافت صاحب کو موضع خونی بھٹیاں متصل ننکانہ صاحب سے فقیر اللہ شاہ کے مریدوں کا ایک شجرہ بھی ملا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ صاحب ارشاد اہل طریقت میں سے تھے۔

سرمکنون کے ان قلمی نسخوں کے علاوہ جن کا ذکر شرافت صاحب نے کیا ہے میرے ذاتی کتب خانے میں بھی اس مثنوی کا ایک قلمی نسخہ ہے۔ ناقص الآخر ہونے کے باعث اس نسخے کی تاریخِ کتابت کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ یہ نسخہ نہایت خوشخط ہے اور اس کی کتابت مثنوی رمزالعشق مصنفہ سید غلام قادر شاہ بٹالوی کے ساتھ ایک ہی جلد میں ہوئی ہے۔ گمان غالب ہے کہ بٹالوی سلسلہ طریقت کے کسی ارادتمند نے اپنے لیے نقل کیا ہے۔

Scanned by CamScanner

اس مخطوطے کے علاوہ میرے پیش نظر اس وقت ذخیرہ شیرانی کے اس نسخے کی نقل بھی ہے جس کا ذکر حضرت شرافت نوشاہی نے کیا ہے۔ یہ نقل زمانۂ طالب علمی میں محب گرامی ڈاکٹر سہیل احمد خاں صدر شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور نے میرے لیے تیار کی تھی۔

نسخہ شیرانی اور راقم الحروف کے مملوکہ مخطوطے میں املائی نظام تقریباً ایک جیسا ہے۔ مثلاً:

ہائے معروف اور ہائے مجہول میں کوئی فرق نہیں، نون غنہ اور نون سالم میں کوئی تفاوت نہیں۔ ہائے دو چشم اور ہائے ہوز میں کوئی تخصیص نہیں ۔ ک اور گ، ہائیہ اور غیر ہائیہ حروف کی املا ایک جیسی ہے۔ البتہ میرا بے تاریخ مخطوطہ نسخہ شیرانی سے بعد کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کی کتابت کئی جگہ پر ترقی یافتہ اور جدید ہے۔

پنجاب میں اردو میں سرمکنون کے جو اقتباس طبع ہوئے ہیں ان میں اور دیگر مخطوطات میں قرأت کے اختلاف موجود ہیں۔ یہ المیہ پنجاب میں اردو کے قدیم متون کے لیے مشترک ہے۔ پنجابی زبان پنجاب کی تہذیب و ثقافت سے ناواقفیت نے ایسی صورتیں اردو ادب کے تمام محققین کے ہاں پیدا کی ہیں۔

سرمکنون کی لسانی خصوصیات میں یہ نکتہ بنیادی حقیقت رکھتا ہے کہ اس میں فارسی زبان کی لسانی اور تہذیبی ثقافت سے کھل کر انحراف بلکہ بغاوت کی گئی ہے۔ سرمکنون کا وزن خالص پنجابی ہے اور اس میں عروض کی بجائے پنگل کو شاعری کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ متن میں جگہ جگہ بالعموم اور عنوانات میں بالخصوص ہندی دوہے درج کیے گئے ہیں۔ مقامات صوفیا سے متعلق اصطلاحات عربی میں بھی ہیں اور زیادہ تر ان کے ہندی مترادفات اپنائے گئے ہیں، مثلاً ورد کو جاپ، باطن کی بھتیر، اللہ کو ہر، دل کو ہردا وغیرہ۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ رمزالعشق اور سرمکنون نے اردو کی جس لسانی انفرادیت اور روایت کا آغاز کیا تھا وہ مشرقی پنجاب میں کوئی واضح صورت اختیار نہیں کر سکی

Scanned by CamScanner

اور نہ ہی کوئی تحریک بن پائی اور جونہی مہاراجا رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد مشرقی اور مغربی پنجاب ایک ہوئے مغربی پنجاب کی فارسی آمیز لسانی روایت پورے ادبی افق پر چھا گئی۔ یہ اور بات ہے کہ سر مکنون کی روایت پنجاب میں لکھے جانے والے اردو ادب کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔

سر مکنون کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

انند سنا ترے گن گاواں　　ہر دم تیرا نام دھیاواں
انند بھئی ست گور میں پایا　　اچھا جاپ جس مجھے بتایا
اچھا جاپ چھپاوے سوہے　　جس کا ہردا نرمل ہووے
ہُو اللہ ہے اچھا جاپ　　جپ سیں کہن کوتا پاپ
ہو اناجپ جس نے کہا　　سوجن ہو اللہ ہو رہا
ہو جاپ سیں پاوے سُکھ　　بن ہو اور سبھی ہے دُکھ
شاہ امانت بھید بتایا　　تو میں انحد ناد بجایا
ہر کا نام جس ہردے بسے　　انت مول اس کال نہ دسے
میں بورانا آپ کیا کہوں　　دوسرا ہو تو دوسرا کہوں
اول آخر باطن ظاہر　　حق سے نا ہیں کوئی باہر

اور اختتام ان اشعار پر ہے:

سرمکنون کا جس نے جانا　　اپنے آپ کوں اب پہچانا
فقیر اللہ کیا کہے بات　　سر مکنون ہے شاہ کی ذات
شاہ ہمارا شاہ ہمارا　　کل عالم کا سر جن ہارا
سر مکنون کے سنہ کوں جان　　یعنی عدد 'چراغ'' پہچان
سر مکنون کو کیا تمام　　شاہ جیلانی کا لے کر نام

Scanned by CamScanner

ہے وہ سید عبدالقادر ظاہر باطن اول آخر (۵)

حضرت شاہ امانت قادری برقندازی کو سرمکنون میں مصنف نے اپنا ہادی ، رہنما اور مرشد قرار دیا ہے، اور ان کی تعریف میں متعدد اشعار قلمبند کیے ہیں۔ مثلاً:

شاہ امانت پیر ہمارا ذات پاک کا ہے وہ پیارا
چار مراتب کا ہے شاہ عارف ، کامل، حق آگاہ
گنج بخش کا ہے وہ لال مخزن کل اور سرِّ کمال
حاجی نوشہ پیر ہمارا شاہِ جیلانی کا ہے وہ پیارا
غوث الاعظم قطب معظم اسم اس کا ہے اسم اعظم

سرمکنون لسانی اور ادبی اعتبار سے پنجاب میں اردو کا ایک اہم ستون ہے جس پر استوار روایت کا مطالعہ تاریخِ ادب پر ہنوز قرض ہے۔

حواشی

(۱) سید احمد شاہ بٹالوی : تاریخ ہندوستان ص ۱۰۲۲، ۱۰۲۳ ، قلمی مخطوطہ مملوکہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، عکسی نقل در کتب خانہ راقم الحروف۔

(۲) Lt. Col. Garretl and G.L. Chopra: Events at the court of Ranjeet Singh, 1810 - 1817. P-41, Lahore 1935

(۳) حافظ محمود شیرانی ، پنجاب میں اردو ،ص: ۳۱۴ ناشر، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد اپریل ۱۹۸۸ء

(۴) سیّد شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ جلد سوم حصہ پنجم، ص:۱۰۸ تا ص:۱۱۵، ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف ضلع گجرات مئی ۱۹۸۴ء

(۵) پنجاب میں اردو، ص:۳۱۵۔ مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد اپریل ۱۹۸۸ء

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انند سناتیی گن گاوں

انند ہی سنت گور مین بابا

گنت گنتر ای کیا لیسا را

اجپا جاپ جپاوہی سو

ہو اللہ ہی اجپا جاپ

ہو انا حب جستی کیا

باہر ہو اندر جستر اینگ شہ

ہر دم تیرا نام دھیاون

اجپا جاپ جسن مجھی جپایا

سوہنگ اوہنگ آپی پکارا

جسن کا ہردا ہرپن سوہو

جب سین کہی گو تا بات

سو جن ہو اللہ سو رسا تھا

اجپا جاپ ہے سوہنگ اوہنگ

سو ... ان
سو ... سالک کی
... جی اون
... کی ... ن
سو ... کی باوی ... کر
سو ... کی ... بڑا کا
... ہات ... تا یا
... ت ... سی ... انند
... جس نام تا یا
... جس ... ہرددے
... ب ... جن کی
... ت کو کو باوی
... سنی ... کن کا
... تا ... ب ... سون
... یہ بات

سو ... کا ...
دو ... دارا ...
انا انا ... بولی ... بون
جب ... بولی مان ... جون
ہن ہوا در ... ہی ... دوکہ
سادو باوی ... حلا کا
تو ہن انحد باد ... بجیا یا
ہردم باجی انحد ... جند
اودو باگی جس نام جیا یا
انت کال اوس ول ...
گت ... اوس ...
سو جن آپی آپ کماوی
ہردم جیا جاپ جیاؤ
ویسرا غوثو دوسرا کہون
احد و ہتری حق کی ذات